در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۴۲ — جلد نمبر ۴

۱۶ جولائی ۱۹۹۴ء — ۶ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

مجلس ادارت

مدیر: غلام الحسنین قادری گیلانی

(بی کام آنرز)

معاونین

۱۔ پروفیسر محمد اسماعیل صاحب سیٹھی

(سابق سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد)

۲۔ ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی

(لیکچرر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی)

۳۔ الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب

(سابق پرنسپل ہائر سکنڈری سکول کاکشال پشاور)

۴۔ اقبال ریاض صاحب

(ایڈیٹر ہفت روزہ سیاست پشاور)

۵۔ سید محمد انور شاہ قادری

(لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور)

(قانونی مشیر

۱۔ محمد اسماعیل قریشی (ایڈوکیٹ)

۲۔ ادریس احمد قادری (ایڈوکیٹ)

مجلس مشاورت

۱۔ سید محمد حسنین قادری گیلانی

(اے وی پی نیشنل بنک)

۲۔ سید سجاد حسین شاہ بخاری

(ایگزیکٹو انجینئر واپڈا)

۳۔ الحاج منظور الٰہی قادری

(وی پی یونائیٹڈ بنک)

۴۔ الحاج محمد عابد (صراف)

۵۔ ڈاکٹر محمد انعام قادری

(رجسٹرار خیبر ہسپتال پشاور)

۶۔ سمیع اللہ قادری

(لائبریرین ہائر سکنڈری سکول چگنی پشاور)

مجلس منتظمہ

۱۔ سید علاؤ الدین علی قادری گیلانی

۲۔ سید سعید الزمان قادری گیلانی

۳۔ محمد سلیم قادری ، حاجی سجاد حسین

سرکولیشن منیجر: سید نور الحسنین قادری گیلانی

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر سید حبیب شاہ قادری

قیمت: ۶ روپے

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱۔	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۳
۲۔	نعت شریف	خواجہ محمد اکبر خان اکبر	۵
۳۔	موجودہ دنیا کی المناک حالت کا علاج اسلامی تصوف ہے۔	حضرت علامہ کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری	۶
۴۔	سورہ۔ یوسف منظوم اردو ترجمہ	الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے	۹
۵۔	حدیث قسطنطنیہ اور یزید	سید محمد انور شاہ قادری ایم اے	۱۱
۶۔	شان انوار علی المرتضیٰ	میاں تاج محمد مظہر صدیقی قادری	۱۸
۷۔	استفتاء مع الجواب	حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب پشاور	۱۹
۸۔	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۲۴
۹۔	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۲۷
۱۰۔	قارئین کے تاثرات	(i) جنرل ریٹائرڈ کے ایم اظہر (جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے پاکستان)	۲۹
		(ii) پروفیسر فیاض احمد خان کاوش (صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج میرپور خاص)	۳۰
۱۱۔	تبصرہ۔ کتب	سید محمد انور شاہ قادری ایم اے	۳۱

شذرہ

دعوت رجوع الی اللہ

مدیر اعلیٰ

حقیقی زندگی وہی زندگی ہے جو یادالٰہی میں گزرے۔ وہ زندگی جس کے لمحات یادالٰہی میں نہ گزریں پھٹکارے ہوتے اور لعنتی لمحات ہیں۔ بلکہ وہ زندگی موت کے برابر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ، یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے۔" یعنی کسی وقت بھی یادالٰہی سے غافل نہ رہو۔ اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں بار بار ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "ایمان والو (اللہ جل جلالہ) کی یاد کثرت سے کیا کرو۔ تاکہ نجات پا جاؤ"۔ اسلامی ارکان میں جتنے بھی بنیادی رکن ہیں۔ ان سب کو ذکرالٰہی کے ساتھ مکمل کیا گیا ہے۔ ذکرالٰہی سے انسان کے قلب و جوارح پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت طاری ہوتی ہے۔ قلب کی اصلاح ہوتی ہے۔ انسان برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ اور نیکیوں کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ حدیث مبارک کے الفاظ ہیں "ہر شے کے لئے صیقل ہوتی ہے اور دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد صیقل کرتی ہے مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ؔ ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکیٔ دل زِ ذکر رحمان است

ذکرالٰہی ہی ایک ایسی لازوال نعمت ہے جو ہر مسلمان کو قبر سے لیکر جنت میں جانے تک اللہ تعالیٰ کے حضور میں سرخرو کرتی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں۔ بہتر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ تر، نہایت بلند رتبہ، اور تمہارے لئے سونا چاندی سے۔ بہتر، اور جہاد میں لڑنے میں مارے جانے سے۔ بہتر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔" ترمذی شریف کی دوسری حدیث میں ہے صحابہ نے حضور سے دریافت کیا تھا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے

نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل ہے۔ حضور نے فرمایا بکثرت "ذکر" کرنے والوں کا صحابہ نے عرض کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ فرمایا اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے۔ جب بھی ذاکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے "ذکر الٰہی کرنے والوں کے پاس جو بیٹھتے ہیں۔ان کے ذکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان خاموش بیٹھنے والوں کو بھی ان برکات سے محروم نہیں رکھتا۔ حضرت برہان العاشقین نصیر الحق والدین حضرت خواجہ محمد نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ چار فرض وقتی ہیں۔ اور ایک دائمی۔ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ وقتی فرض ہیں۔ اور پانچواں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" دائمی فرض ہے پس طالب حق کو اس دائمی فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

بقیہ صفحہ ۲۳

کو کہ نکال دو اس شخص کو وہاں سے اور جنازہ پڑھو اسکا موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس شخص نے سو سال تیری نافرمانی کی ہے اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی موسیٰ علیہ السلام کو کہ بات ایسی ہی ہے لیکن یہ آدمی جب بھی تورات کھولتا تھا اور دیکھتا نام ہمارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اسکو چومتا اور آنکھوں پر لگاتا اس وجہ سے میں نے اسکی قدردانی کی اور اسکو بخش دیا اور ستر حوریں اسکو عطا کردیں۔

قابل دید } حضرات موسیٰ علیہ السلام کا امتی تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام کی وجہ سے دوزخ سے نکل کر جنت میں جائے۔ اور ادھر یہ نام نہاد امتی لوگوں کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عزت و احترام سے منع کرتا پھرے۔ فیا عجبا

وہ پھول عرب کے گلشن کا
سب پھولوں سے خوشبو والا

صوفیء باصفا حضرت خواجہ محمد اکبر خان اکبرؔ

جب باغِ جہاں کے مالی نے کی دیکھا بھالی پھولوں کی
اک پھول کو اس میں سے چھانٹ لیا تھی جتنی ڈالی پھولوں کی
وہ پھول عرب کے گلشن کا سب پھولوں سے خوشبو والا
جس نے کِھل کر اس عالم میں اک شان نکالی پھولوں کی

اس گُل کا محمد نام ہوا، جس سے تازہ اسلام ہوا
شاخ اس نے کاٹی کانٹوں کی، بیل اس نے ڈالی پھولوں کی
اس کی ہی مہک سے مہکی ہے، اس کی ہی چمک سے چمکی ہے
ہے جتنی نکہت غنچوں کی، ہے جتنی ڈالی پھولوں کی

جنت سے اسے نسبت کیا ہے، یہ میرے گُل کا روضہ ہے
یاں رنگ جدا ہے پتوں کا، یاں شان نرالی پھولوں کی
طیبہ کا مالی کہلاؤں، روضے پہ چڑھانے کو آؤں
اک ہاتھ میں گجرا پھولوں کا، اک ہاتھ میں ڈالی پھولوں کی

یہ مدح سرائے حضرت ہے، اس سے اس کو کیا نسبت ہے
اکبرؔ متوالا مولا کا، بلبل متوالی پھولوں کی

موجودہ دنیا کی المناک حالت
کا علاج اسلامی تصوف ہے

حضرت علامہ کپتان واحد بخش سیال صاحب چشتی، صابری
اللہ آباد، رحیم یار خان

جب دنیا کا اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا تو انہوں نے دنیا کو روحانیت و تمدن، علوم و فنون، فلسفہ اور سائنس کی دولت سے مالامال کیا اور بر اعظم یورپ بلکہ ساری عیسائی دنیا کو قرونِ وسطیٰ کے اس دور کی جہالت، بربریت اور تاریکی سے باہر نکالا جو تاریخِ یورپ میں دورِ تاریک (DARK AGES) کے نام سے بدنام ہے۔

لیکن جب سے دنیا کا اقتدار نام نہاد مہذب (CIVILIZED) اقوامِ مغرب کے ہاتھ آیا ہے انہوں نے اپنے لادینیت (SECULARISM) اور مادیت (MATERIALISM) جیسے تباہ کن نظریات کے ذریعے استبداد (IMPERIALISM) اور قومی برتری (NATIONAL SUPREMACY) کو فروغ دینے کی خاطر دنیا میں عام روحانی اور اخلاقی اقتدار کا خاتمہ کر دیا ہے اور کمزور اقوام کے خون میں ہولی کھیل رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ انہوں نے دنیا کو ایسا جہنم کدہ بنا دیا ہے جس سے نہ صرف کمزور اقوام بلکہ وہ لوگ خود نالاں اور پریشان ہیں۔ طاغوتی طاقتوں کے فروغ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ آپس میں لڑیں۔ خود بھی تباہ ہوں اور ساری دنیا کو بھی تباہ کریں۔ چنانچہ آج دنیا میں بڑی اقوام کے درمیان جو شدید رسہ کشی اور رقابت، عناد پایا جا رہا ہے وہ سب ان کے لادینی، مادی اور قومی برتری

کے نظریات کا پیدا کردہ ہے اور جب تک ان منحوس نظریات کا دنیا سے خاتمہ نہیں ہوتا ہے دنیا میں بدامنی اور جنگ وجدال کا بازار گرم رہے گا اور بنی نوع انسان پر عالم گیر جنگوں کی بھرمار ہوتی رہے گی۔

اس میں شک نہیں کہ آنے والی تباہی سے اقوام مغرب بھی آگاہ ہیں اور اس کو روکنے اور آپس میں صلح جوئی کے لیے وہ لوگ زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں لیکن امن و سکون ہے کہ دور سے دور تر ہوتا جا رہا ہے، اور موت بنی نوع انسان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ جن کانفرنسوں کو یہ لوگ ہتھیاروں کی دوڑ کو بند کرنے اور امن و امان کی فضا پیدا کرنے کے لیے منعقد کرتے ہیں ان ہی کانفرنسوں سے ان کا باہمی عناد زیادہ فروغ پاتا ہے اور مہلک سے مہلک آلات کے پہلے سے زیادہ انبار لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بقول شخصے۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دراصل ان کی عقل اس قدر مسخ ہو چکی ہے کہ بین الاقوامی آگ کو بجھانے کے لیے وہ پانی کی بجائے اس پر تیل چھڑک رہے ہیں۔ بالفاظ دیگر جہاں امن و سکون کے حصول کے لیے باہمی ایمانداری کی ضرورت تھی۔ یہ لوگ اپنا مطلب نکالنے کی خاطر بے ایمانی اور دھوکہ دہی میں یکتا بن گئے ہیں۔ جہاں دوسروں کے قلب کو مسخر کرنے کی خاطر باہمی محبت اور مروّت کی ضرورت تھی یہ لوگ نفاق اور بددیانتی میں کمال حاصل کر چکے ہیں، جہاں کمزور اقوام کے حقوق بحال کر کے ان کی تالیف قلبی کی ضرورت تھی یہ لوگ اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے کمزور اقوام کے جذبات کا خون کر رہے ہیں۔ جہاں انسانی حقوق (HUMAN RIGHTS) کی بحالی کے لیے انہوں نے بلند بانگ نعرے بلند کر رکھے ہیں اور بے شمار انجمنیں کھڑی کر رکھی ہیں۔ اس کے ساتھ کمزور اقوام جہاں کہیں اپنے حقوق کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔ بموں اور میزائلوں سے ان کی تواضع کی جاتی ہے جس عریانی اور فحاشی کی ان کو احکم الحاکمین کی طرف سے سزا مل رہی ہے۔ وہی عریانی اور فحاشی ان کی تہذیب و تمدّن کا مایہ ناز عنصر بن چکا ہے۔ جس عیش پرستی، تن پروری اور نفسانیت نے ان کے یہاں تمام روحانی اقدار اور سکون قلب کا جنازہ نکال ڈالا ہے اسی عیاشی کے ذریعے یہ لوگ سکونِ قلب حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور خداوندِ عالم کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے جس روحانی اور قلبی بے چینی اور بدحواسی میں مبتلا ہوئے ہیں اسی بغاوت کو فروغ

دینے کے لیے ان کی یونیورسٹیوں اور ادبی اداروں سے ہر سال لاکھوں کروڑوں کی مالیت کی ایسی کتابیں، رسالے، اخبار نکالے جارہے ہیں جن میں الحاد، دہریت، لادینیت اور مادیت پر نہایت زہریلے مضامین شائع ہورہے ہیں اور مذہب اور اربابِ مذہب کو بُری طرح نشانہ بنایا جارہا ہے۔ حق و انصاف کو مسلسل جھٹلانے کی وجہ سے ان کے اذہان اس قدر مسخ اور معطل ہوچکے ہیں کہ اب انہوں نے تخریب کا نام تعمیر، بدکاری کا نام تمدن، بے ایمانی کا نام اصول، بددیانتی کا نام پالیسی، فریب کاری کا نام ڈپلومیسی، بدی کا نام نیکی اور عیاشی اور فحاشی کا نام ترقیٔ نسواں رکھ دیا ہے اور ان کے مسخ شدہ اذہان اب یہ محسوس کرنے سے بھی قاصر ہیں کہ ان اقدامات سے وہ اپنی جڑیں آپ کاٹ رہے ہیں اور اپنی بنیادیں کھوکھلی کررہے ہیں اور خداوندِ عالم کے غیض و غضب کو دعوت دے رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ تیسری جنگِ عظیم کی لپیٹ میں آکر وہ خود بھی تباہ ہوجائیں اور باقی دنیا کو بھی تباہ کردیں۔

اب چونکہ اقوام مغرب کی اس بدعملی سے ساری دنیا کے تباہ ہونے کا اندیشہ لاحق ہے ہم مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ جس طرح قرونِ وسطی میں ہم نے اقوام یورپ کو دورِ تاریک کی جہالت اور بربریت سے نجات دلا کر اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی دولت سے مالامال کیا اسی طرح اب بھی ان کو لادینیت، مادیت اور خداوندِ عالم سے بغاوت جیسی لعنت سے نجات دلا کر دنیا میں پھر سے روحانی اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیں اور دنیا کو آنے والی تباہی سے بچائیں۔ اور یہ فرائض مسلمان پر بطور خلیفۃ اللہ عائد ہوتے ہیں۔

سورہ یوسف

منظوم اردو ترجمہ

الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے
سابق پرنسپل ہائی سکول کاکشال پشاور شہر

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ

یوں ہم نے یوسف کے بارے میں ایسی کی تدبیر ٭ (کہ اپنے بھائی کے بارے میں ہوں نہ وہ دلگیر)

مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ

بھائی کو ازروئے قانون پا نہ سکتا تھا ٭ (کیونکہ شاہ کی مرضی کو ٹال نہ سکتا تھا)

(اگر نہ کرتا وہ اختیار یہ تدبیر) ٭ ہوتا ابن یمیں حزن و یاس کی تصویر)

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

مگر یہ ہو کے رہا کیونکہ رب کو تھا منظور ٭ وہ دونوں مل کے ہوئے حد سے بھی سوا مسرور

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ

ہم علم و فہم میں درجے بلند کرتے ہیں ٭ اُس شخص کے جسے ہم پسند کرتے ہیں

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝

یاد رکھو کہ دنیا میں نہیں ہے قحط الرجال ٭ ہر ایک دانا سے بڑھ کر ہے دوسرا باکمال

قَالُوْا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

یہ سُن کے یوسف کے بھائیوں نے جواب دیا ∴ نہیں تعجب اگر اُس نے پیالہ چوری کیا
(اس سے پیشتر اس کے بھائی یوسف نے ∴ اپنے بھائی یمین کی طرح بھی چوری کی

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ

(جواب اس بات کا یوسف نے دینا چاہا مگر ∴ چھپائی دل میں حقیقت نہ ظاہر کی اُن پر

قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ

یہ سُن کے یوسف نے ان کو دیا یوں جواب ∴ حقیقت یہ ہے کہ تم ہو بہت ہی خانہ خراب

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝

جانتا ہے حقیقت کو وہ سمیع و علیم ∴ بیان تمہارا حقیقت میں اک کذبِ عظیم

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا

عزیزِ مصر سے یوسف کے بھائیوں نے یوں کہا ∴ ضعیف باپ ہے اس کا منتظر اے شہا)
(ہمیں تو باپ کو دنیا جہاں سے ہے پیارا ∴ نہ سہ سکیں جدائی کہ ہجر کا نہیں یارا)

فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ

اسکے بدلے میں ہم لوگوں سے اے عظمت شعار ∴ روک لیجئے کسی کو بطورِ خدمت گذار

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

حقیقت یہ ہے کہ ہم آپ کو اے عالی وقار ∴ سمجھتے ہیں بڑا محسن اور نیکوکار

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

یہ سُن کے بول اُٹھے فوراً یوسفِ ذی جاہ ∴ میں ایسے ظلم سے مانگتا ہوں رب کی پناہ

گذشتہ سے پیوستہ

حدیث قسطنطنیہ اور یزید

سید محمد انور شاہ قادری

لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن گل بہار پشاور

گزشتہ صفحات میں حدیث قسطنطنیہ کے تاریخی پہلو پر روشنی ڈالی گئی جس سے یہ حقیقت ظاہر ہوگئی کہ اس حدیث مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے اسلامی لشکر کو مغفرت کی جو بشارت دی تھی۔ یزید اس لحاظ سے اس بشارت سے خارج ہے کہ وہ پہلے لشکر میں شامل نہ تھا۔ زیر نظر سطور میں اس حدیث مبارکہ کا محدثانہ پہلو پیش کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کرام حضرات علمائے محدثین کی آراء سے بھی آگاہ ہوجائیں کہ انہوں نے اس حدیث شریف کی کیا توضیح و تشریح فرمائی ہے۔

چنانچہ امام المحدثین حضرت علامہ بدالدین عینی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۵ھ اپنی تصنیف لطیف "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں۔

"انہ لا یلزم من دخولہ فی ذالک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذا لا یختلف اھل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکونوا من اھل المغفرۃ حتیٰ لو ارتد واحد من غزاھا بعد ذالک لم یدخل فی ذالک العموم اتفاقاً فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ فیہ منھم" (۵)

(در حقیقت یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہوسکے کیونکہ اس بات پر علماء کا کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی "مغفور لھم" میں وہی لوگ داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں حتیٰ کہ اگر اس غزوہ میں شامل ہونے والوں میں سے کوئی شخص مرتد ہوجاتا تو یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہ رہتا پس اس سے یہ واضح ہوگیا کہ "مغفور لھم" سے مراد وہی ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے)۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فتح الباری شرح صحیح بخاری" میں یونہی نقل فرمایا ہے (۶)

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت علامہ قاری محمد طیب صاحب نے یزیدی ٹولے کے خود ساختہ نظریات کے رد میں "شہید کربلا اور یزید" کے عنوان سے ایک بہترین تحقیقی کتاب تصنیف کی ہے جس میں آپ نے حدیث قسطنطنیہ پر بھی مفصل اظہار خیال کیا ہے۔ نیز ان لوگوں کی آنکھوں پر پڑے ہوئے جہالت و غفلت کے پردوں کو چاک کرنے کے لئے "امارت صبیان" (لڑکوں کی حکومت) اور "امارت سیتن" (۶۰ھ کی حکومت) کے عنوان پر مشتمل دیگر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیان کی ہیں جن میں یزید کی فتنہ پروری اور اس کے ہاتھوں امت کی تباہی کی پیش گوئی کا ذکر لسان نبوت سے فرمایا گیا۔ آخر میں حدیث قسطنطنیہ پر اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جہاد قسطنطنیہ تک وقت کے احوال و جذبات اور تھے تو بشارۃ مغفرت دیدی گئی اور بعد کے حالات اور تھے تو وہ بشارۃ باقی نہ رہی جس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ تبشیر مغفرت پہلے ہی سے ان احوال کے ساتھ مشروط تھی جو قضاء معلق کی شان ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ واقعات سے اقرب اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جہاد قسطنطنیہ سے یزید کے سابقہ سیات (گناہوں) کی مغفرۃ کردی گئی۔ تو وہ مغفور لھم میں داخل ہوگیا۔ لیکن بعد کی سیات کی مغفرۃ کا اس میں کوئی وعدہ نہیں تھا اس لئے آئندہ کے فسق کا حکم دوسرا ہوگا اس صورت میں مغفور لھم کو ایسا ابدی حکم سمجھنا کہ یزید کے مرتے دم تک کے تمام فسق و فجور کی مغفرت ہوگئی یا وہ ہمیشہ کے لئے سیات سے محفوظ اور معصوم بنادیا گیا۔ محض ذہنی اختراع ہے۔ حدیث کا مدلول نہیں"۔

سبحان اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کی عبارت سے واضح ہوگیا کہ یزیدی ٹولے نے حدیث شریف سے جو مفہوم اخذ کیا ہے وہ ان کی ذہنی اختراع ہے، یہ حدیث شریف ہرگز ان کے لئے دلیل نہیں بن سکتی۔

اہل حدیث مکتبہ فکر کے جید عالم، محدث اور شارح حدیث حضرت علامہ وحید الزمان صاحب نے تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی شرح ان الفاظ میں کی ہے

"لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا ہر فرد بھی بخشا جائے، اور بہشتی ہو، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا (جہاد میں شریک ہوا) اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی! اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا کہ یزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا، اہل بیت کی اہانت کی، جب سر مبارک امام حسین کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا، مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی، توہین کی، مکہ پر چڑھائی کی وہاں منجنیق لگائی، عبد اللہ بن زبیر کو شہید کر دیا، ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کر دیا۔ کیا ان گنوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟"

(۷)

اہل سنت بریلوی مسلک کے ممتاز عالم، شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی قدس سرہ "تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری" میں علامہ بدر الدین عینی کی مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد یزید کی بد کرداری اور سفاکی کا ذکر ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"فسق و فجور اس کا معمول تھا، شراب خوری، مدینہ منورہ والوں کو خائف رکھنا، نماز نہ پڑھنا، زنا کا ارتکاب کرنا، محارم کو حلال جاننا، بیت اللہ اور مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہ کرنا اس طرح کے امور اس سے منقول ہیں جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل کانپ جاتے ہیں...... اور جب آپ (امام حسین) شہید ہو گئے تو یزید پہلے خوش ہوا پھر لوگوں کی ملامت کے ڈر سے حزن و ملال ظاہر کرنے لگا۔ بیت اللہ شریف کو جلانا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی کرنا اہل مدینہ کو اذیت پہنچانا دلفریب کفر ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا کفر ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا

کہ وہ مدینہ منورہ کی عورتوں سے بدکاری کریں اور تین دن تک یہ ظلمت چھائی رہی حتیٰ کہ ایک ہزار باکرہ لڑکیاں ایک رات میں حاملہ ہو گئیں۔ امام حسین کو قتل کرنے کے بعد اس نے ابن زیاد کو انعام واکرام دیا حتیٰ کہ اس کو اپنے گھر آنے جانے کی اجازت دی۔ یہ امام حسین کے قتل پر خوشی اور سرور کا اظہار نہ تھا تو کیا تھا؟ ان حالات کو دیکھ کر عقل سلیم یزید کے کفر کا فتویٰ دینے پر مجبور ہو جاتی لیکن توقف محض اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ یہ امور ہم تک اخبار احاد کے ذریعے پہنچتے ہیں" (۸)

الغرض حدیث قسطنطنیہ کی محدثانہ تشریحات کے آئینے میں یزید کے معمولات زندگی کا خاکہ کچھ یوں ابھرتا ہے۔

۱۔ فسق (بدکاری)، وفجور (بدچلنی) یزید کا معمول تھا۔

۲۔ وہ شراب کا عادی تھا۔

۳۔ وہ تارک الصلوٰۃ تھا۔

۴۔ زنا کا ارتکاب کرتا تھا۔

۵۔ وہ بے ادب و گستاخ تھا۔

۶۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دی ہیں انہیں حلال جانتا تھا۔

۷۔ یزید شریعت اسلامیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صریح باغی تھا۔ علاوہ ازیں حضرات محدثین کے ارشادات کی روشنی میں یزید کے سیاہ کارناموں کی جھلک یوں دکھائی دیتی ہے۔

۱۔ واقعہ کربلا۔ یہ یزید کا پہلا سیاہ کارنامہ تھا جو ۶۱ھ میں پیش آیا۔ کہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو تین دن تک بھوکا پیاسا رکھ کر شہید کیا گیا۔ ان کے سرتن سے جدا کرکے جسموں پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ خانوادۂ رسول کی پاکدامن اور حیادار خواتین کو بازاروں میں گھمایا گیا۔ اور جب امام عالی مقام کا سر اقدس یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس پر خوشی کا اظہار کیا اور کہنے

لگا کہ آج میں نے بدر کے مقتولوں کا بدلہ لے لیا۔ دراصل غزوہ بدر میں یزید کے کئی خاندانی بزرگ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہوئے واصل جہنم ہوئے تھے۔

(ب) واقعہ حرّہ:- یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے۔ ۶۳ھ میں یزید پلید نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے مسجد نبوی کو اصطبل بنا دیا۔ تین دن تک مسجد نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ نماز پڑھی گئی۔ سینکڑوں صحابہ کرام اور تابعین کو ناحق قتل کیا گیا۔ مدینۃ الرسول کی پاکدامن کنواری دوشیزاؤں کی عصمت دری کی گئی۔

(ج) مکہ مکرمہ کی بے حرمتی:- نواسہ رسول اور مدینۃ الرسول کی توہین کرنے کے بعد یزید نے تیسرے نمبر پر بیت اللہ شریف کو نشانہ بنایا۔ مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے سینکڑوں صحابہ کرام اور ان کی اولاد کو شہید کیا۔ بیت اللہ شریف پر منجنیق کے ذریعے سنگ باری کر کے حرم شریف کی حرمت کو پامال کیا۔ جس سے بیت اللہ شریف کی عمارت کو نقصان پہنچا اور کعبۃ اللہ کا غلاف نذر آتش ہوا۔

انتہائی غور و فکر کا مقام ہے کہ ایک بد ترین کردار کے مالک، خاندان رسول کے قاتل، صحابہ رسول کو ناحق قتل کرنے والے، صحابہ کرام کی بیٹیوں کی عزت و ناموس سے کھیلنے والے، تابعین کا خون بہانے والے، مسجد نبوی کو اصطبل بنانے والے، بیت اللہ شریف پر سنگ باری کرنے والے، غلاف کعبہ کو جلانے والے، ظالم، سفاک، شقی القلب بد بخت یزید کو جنتی ثابت کر کے دین کی کون سی خدمت سرانجام دی جا رہی ہے۔ ؟

اگر یہی دین ہے تو پھر بے دینی کیا ہے؟
اگر یہی ایمان ہے تو پھر بے ایمانی کیا ہے؟
اگر یہی حق ہے تو پھر باطل کیا ہے؟
اگر یہی علم ہے تو پھر جہالت کیا ہے؟

اگر یہی ہدایت ہے تو پھر گمراہی کیا ہے؟
اگر یہی خیر ہے تو پھر شر کیا ہے؟
اگر یہی معروف ہے تو پھر نہی کیا ہے؟
اگر یہی اسلام ہے تو پھر کفر کیا ہے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو عقل سلیم عطا فرماتے تاکہ وہ حقیقت کو سمجھیں اور یزید کی اندھی محبت میں حدیث شریف کے مفہوم و معانی میں تبدیلی کرنے سے گریز کریں بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کو صحیح کریں۔

ہم نے حدیث قسطنطنیہ کے محدثانہ اور تاریخی دونوں پہلو قارئین کے سامنے رکھ دیئے ہیں، مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے محدثین کی تشریحات و توضیحات بھی بیان کردی ہیں اور ان کا نقطہ نظر بھی پیش کردیا ہے۔ تاکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے متعلق جو گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ اس کا سدباب ہوسکے اور ہر مکتبہ فکر کے لوگ اپنے اپنے علماء کرام کی وضاحت کی روشنی میں اپنی اصلاح کرسکیں۔ یہ تمام علمائے محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ

یزید کلی طور پر اس بشارت سے خارج ہے۔

چونکہ حدیث مبارک کے الفاظ کے مطابق "قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا پہلا اسلامی لشکر اس بشارت کا مستحق ٹھہرتا ہے اور قبل ازیں تاریخ کی روشنی میں یہ بات بھی ثابت کی جاچکی ہے کہ

قسطنطنیہ پر پہلا حملہ ۴۳ھ میں ہوا۔ جبکہ یزید اس میں شامل نہ تھا۔

لہٰذا تاریخی طور پر بھی یزید اس بشارت سے خارج ہے۔

اب وہ لوگ جو اس حدیث شریف کو کھینچ تان کر یزید پر چسپاں کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس کی حقیقت قارئین کے سامنے پیش کی جاچکی ہے کہ یہ ان کی اپنی ذہنی اختراع ہے۔ حدیث شریف کا

مفہوم ہرگز یہ نہیں۔

وماعلینا الاالبلاغ

حواشی

(۱) البقرہ۔ ۲۔ ۱۵۲

(۲) بخاری شریف، کتاب الجہاد، باب قتال فی الروم

(۳) ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون اردو ترجمہ حکیم احمد حسین، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۶۔ ج ۲
ص ۳۷

(۴) ایضاً ابن خلدون ج ۲ ص ۳۸

(۵) بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری دارالفکر، بیروت ج ۱۴ ص ۱۹۸۔ ۱۹۹

(۶) احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ والمعرفتہ لبنان ج ۶ ص ۱۰۲۔
۱۰۳

(۷) محمد طیب، شہید کربلا اور یزید، ادارہ اسلامیات لاہور ۱۹۷۶۔ ص ۱۷۵

(۸) وحید الزمان، تیسر البخاری ترجمہ و شرح صحیح بخاری، نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۹۰۔ ج ۳ ص
۱۲۸

(۹) غلام رسول سعیدی، تفہیم البخاری کتاب الجہاد، باب قتال فی الروم

"شانِ انوارِ علی"

سرچشمہ فیضان نبی انوارِ علی ہے — مصدر عرفان علی انوارِ علی ہے
منبع اسرار و انوارِ نبی انوارِ علی ہے — اللہ و غنی طرہ دستار علی انوارِ علی ہے
شرح ایمان سیدی امیر شاہ انوارِ علی ہے — تشریح مسلک پیران پیر انوارِ علی ہے
ہر صفحہ ہے پر نور انوارِ علی سے — باعثِ قربِ حق قربِ نبی انوارِ علی ہے
ہے تاب کس، کو دیکھے جو انوارِ علی کو — دیدارِ خدا دیدارِ نبی انوارِ علی ہے
آنکھوں میں تصور ہے مولا علی کا — انوارِ علی اصل میں دیدارِ علی ہے
مُحبانِ علی کے لئے پروانۂ بخشش — محشر میں جس کے ہاتھ میں انوارِ علی ہے
کیا خوب ہے ترجمہ کیا عارفانہ ہے تشریح — تحریر امیر گفتارِ نبی گفتارِ علی ہے
یہ سب شاہِ جیلاں کا فیضان نظر ہے — فیضان سرکارِ نبی فیضان سرکارِ علی ہے

اللہ تمہیں رکھے میرے آقا سید امیر شاہ
مظہر بفیض علی و حضرت حسن انوار علی ہے

۱۴۱۴ھ

از

فقیر:- تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری پشاور

استفتاء مع الجواب

حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمن صاحب قادری نقشبندی گلوزئی پشاور

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام و مشائخ عظام مندرجہ ذیل مسائل میں،

(۱) جب اقامت ہوتی ہو اس وقت امام اور مقتدیوں کو کھڑا رہنا چاہئے یا بیٹھے رہنا چاہئے؟

(۲) مؤذن جب اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اس وقت سامعین کو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھ لینا کیسا ہے؟ مہربانی فرما کر مع حوالہ جواب ارقام فرما کر مشکور فرمادیں بینوا توجروا

صوفی سیف الرحمن صاحب سکنہ واحد گڑھی پشاور ۹۴-۱-۱۵

الجواب

واللہ الموفق للصواب

(۱) واضح ہو کہ اقامت کے وقت بیٹھا رہنا چاہئے کتب مذہب میں فقہائے کرام نے اسکو مسنون طریقہ بتایا ہے یہاں تک کہ اگر اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب (حی علی الفلاح) پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبر (حی علی الفلاح) پر پہنچے اور یہی حکم امام کے لئے بھی ہے عالمگیری بہار شریعت جلد ۳ ص ۲۶

(۲) مخفی نہ رہے کہ یہ مسئلہ بین العلماء متنازع فیہ ضرور ہے لیکن اکثر علماء و صوفیاء کرام نے اس فعل کو اپنا معمول بنایا ہے اور کرنے کا حکم دیا ہے لہذا اگر کوئی شخص اس فعل کو کرے تو اس پر ملامت نہیں کرنا چاہئے۔

مؤذن چوں اشہد ان محمد رسول اللہ گوید سامع بر دو انگشت ابہام را بزبر دو چشم بنہد و بدان ناخن نظر کند حق تعالی چہار ہزار گناہ اورا بخشد۔ ارشاد الطالبین ص ۳۲۸

ترجمہ } مؤذن جب اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو سننے والا اپنے دونوں انگوٹھے آنکھوں پر رکھے اوران پر نظر کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے چار ہزار گنا بخش دیگا۔

ودر فتاویٰ قرآن خوانی مسطور است کہ ایں انگشت نہادن سنت است ترک نباید کرد وہر کہ بجائے آرد در عرصہ عرصات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم او را چناں طلب کند کہ کسے گم شدہ خود را بطلبد

وبوقت انگشت نہادن بگوید قرۃ عینی بک سیدی ومولائی

وبعضے علماء کرام گفتہ اند کہ انگشت نہادن برچشم سنت بابا آدم علیہ السلام است کہ روزے آرزو کرد کہ اگر جمال سید آخر زمان میدید می چہ خوش بودے فرمان حضرت رب العزت شد کہ بر ہر دو ناخن خود نظر کن چوں نظر کرد جمال جہاں آرائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دران دید ناخن را برچشم نہاد وگفت صدق رسول اللہ قرۃ عینی بک سیدی ومولائی ارشاد الطالبین تصنیف حضرت العلامہ عالم شریعت امام الطریقت قامع البدعت قطب الزمان حضرت اخوند درویزہ رحمتہ اللہ ننگرہاری مدفون نزد پشاور نور اللہ مرقدہ ص ۳۲۹

فتاویٰ قرآن خوانی میں مروی ہے کہ یہ انگوٹھے آنکھوں پر رکھنا سنت ہے اسکو ترک نہیں کرنا چاہئے اور جو شخص اس پر عمل کرے گا۔ میدان حشر میں اسکو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تلاش کریں گے جیسے کوئی شخص اپنی گم شدہ چیز تلاش کرتا ہے اور آنکھوں پر انگوٹھے رکھتے وقت کہے قرۃ عینی بک یارسول اللہ سیدی ومولائی

بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ یہ انگوٹھے رکھنا آنکھوں پر بابا آدم علیہ السلام کی سنت ہے اس لئے کہ ایک دن بابا آدم علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دیکھتے تو کیا اچھا ہوتا اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنے ناخنوں کو دیکھو جب آدم علیہ السلام نے ناخنوں پر نظر کی تو ناخنوں میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال جہاں آرا دیکھا فوراً ناخنوں کو آنکھوں پر رکھا اور

فرمایا یہ ہے اللہ تعالیٰ کا رسول قرۃ عینی بک یا رسول اللہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ ہیں میرے سردار و مولا

وضاحت } حضور اخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے جید عالم اور ولی کامل تھے کی عبارت سے واضح ہوا کہ یہ فعل حضرت بابا آدم ابوالبشر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور مقصد اس فعل سے تعظیم و تکریم حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم رہتی دنیا تک ہر کلمہ گو پر فرض ہے کیونکہ قرآن کریم نے اسکا حکم فرمایا ہے۔ بعض علماء کا یہ کہنا کہ اس فعل کے کرنے کے لئے جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور حدیث موضوع سے اسکا ثبوت نہیں ملتا ہے تو حضرات علماء کرام و محدثین عظام کے نزدیک عملیات میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

ملاحظہ ہو } والنووی ضعف تقبیل ظفری ابہامیہ مع مسبحیہ والمسح علی عینہ عند قولہ محمد رسول اللہ لانہ لم یثبت فی الحدیث المرفوع لکن المحدثین اتفقوا علی ان الحدیث الضعیف یجوز العمل بہ فی الترغیب والترہیب فقط تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۳۱۰

ترجمہ } علامہ نووی نے کہا ہے کہ ضعیف ہے چومنا انگوٹھوں کا ساتھ سبابہ انگلیوں کے اور آنکھوں پر رکھنا محمد رسول اللہ سننے کے وقت کیونکہ یہ حدیث موضوع سے ثابت نہیں ہے لیکن محدثین متفق ہیں اس بات پر کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے عملیات میں صرف

ثبوت ملاحظہ ہو } ثم ان للصلوت والتسلیمات مواطن، فمنہا ان یصلی عند سماع اسمہ الشریف فی الاذان قال القہستانی فی شرحہ الکبیر نقلا عن کنز العباد؟

اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ الثانیۃ (صلی اللہ علیک یارسول اللہ) و عند سماع الثانیۃ (قرۃ عینی بک یارسول اللہ) ثم یقال (اللہم متعنی بالسمع والبصر) پس جس نے یہ فعل کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسکا قائد ہوگا جنت کیطرف تفسیر روح البیان جلد ۷ ص ۲۲۶۔

قال بعضہم بعد ابہامین بر چشم مالیدہ این دعا بخواند (اللہم متعنی الخ

ترجمہ } بعض علماء کرام نے فرمایا کہ انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھ کر یہ دعا پڑھے (اللهم متعنی بالسمع والبصر)

درمحیط آورده که پیغمبر صلی الله علیہ وسلم در مسجد در آمد د نزدیک ستون بنشست و ابوبکر صدیق رضی الله عنہ در برابر آنحضرت نشستہ بود۔ بلال رضی الله عنہ برخاست و بہ اذان اشتغال نمود چوں گفت اشهد ان محمد رسول الله ابوبکر صدیق رضی الله عنہ بر دو ناخن ابهامین خودرا بربر دو چشم خود نهاده گفت قرة عینی بک یارسول الله چول بلال رضی الله عنہ فارغ شد حضرت رسول الله صلی الله علیہ وسلم فرموده کہ یا ابابکر رضی الله عنہ پر کہ بکند چنین کہ تو کردی خدائے تعالیٰ بیامرزد گناہان جدید و قدیم اور اگر بعمد بوده باشد یا بخطا

ترجمہ } محیط میں مرقوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور ستون کے قریب تشریف فرما ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے اس دوران حضرت بلال رضی اللہ عنہ اٹھے اور اذان شروع کردی جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اشهد ان محمد رسول الله پڑھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر رکھے اور فرمایا قرة عینی بک یارسول الله چنانچہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ جو کوئی ایسا کرے گا جیسا تو نے کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے نئے اور پرانے گناہ معاف فرمادیگا قصداً کیا ہو یا خطاسے صفحہ ۳ پر اسطرح شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ نے قوت القلوب میں اس فعل کو مستحب فرمایا ہے۔ اور قصص الانبیاء میں یہ روایت منقول ہے نہر الفائق سے۔ ان آدم علیہ السلام اشتیاق الی لقاء محمد صلی اللہ علہ وسلم الخ

ترجمہ } قصص الانبیاء میں یہ روایت نہر الفائق سے منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کو شوق ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا تو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمادیا جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں میں جیسے آئینے میں کوئی چیز نظر آتی ہے اسی طرح۔ پس جب دیکھا آدم علیہ السلام نے

جمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے انگوٹھوں میں تو آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے چوم لئے اور آنکھوں پر رکھ دیئے پس یہ فعل آدم علیہ السلام کا انکی اولاد کے لئے واضح دلیل ہے اور یہ سنت آدم علیہ السلام ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوتے تو حضور جبرئیل علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کے اس فعل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمادیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینہ لم یعم ابدا

یعنی جنے میرا نام اذان میں سنا اور انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں پر رکھا تو اسکی آنکھوں کو کوئی مرض لاحق نہ ہوگی نہ اندھا ہو گا۔ آخر میں حضرت العلامہ قطب الزمان الشیخ اسماعیل حقی البروسوی مصنف تفسیر روح البیان کا ارشاد ملاحظہ فرماویں۔

وقد اصاب القہستانی فی القول باستحبابہ ۔ وکفانا کلام الامام المکی فی کتابہ قوت القلوب باستحبابہ

ترجمہ } اور تحقیق حق وصواب پر ہے علامہ قہستانی اس قول میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے وقت اذان میں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔ اور کافی ہے ہمارے لئے بطور دلیل قول امام محمد بن علی المکی رحمتہ اللہ علیہ کا قوت القلوب میں جسکو شوق ہو وہ دیکھ لے۔

ایک واقعہ } وکان اجل فی بنی اسرائیل عصی اللہ ماتہ سنتہ ثم مات فاخذوہ فالقوہ فی مزبلتہ فاوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ) ان اخرجہ وصل علیہ قال یارب ان بنی اسرائیل شہدوا انہ عصاک ماتہ سنتہ فاوحی اللہ الیہ انہ ھکذا الا انہ کان کلما نشر التوراہ ونظر الی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ ووضع علی عینیہ فشکرت لہ ذالک وغفرت لہ وزوجتہ سبعین حوراء

صفحہ ۱۸۵ سورہ احزاب پارہ ۲۲ جلد ۷ تفسیر روح البیان

ترجمہ } بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی ایک سو سال نافرمانی کی تھی پس فوت ہوگیا وہ آدمی تو لوگوں نے اسکو گندگی کے ڈھیر میں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی موسیٰ علیہ السلام

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

حدیث ۳۵ / ۴ انبانا احمد بن سلیمان الرھاوی قال حدثنا یحییٰ ابن آدم قال حدثنا شریک عن سماک بن حرب عن حنش المعتمر عن علیؓ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی اہل الیمن و انا شاب فقلت یا رسول اللہ تبعثنی وانا شاب الی قوم ذوی اسنان لا قضی بینھم ولا علم لی بالقضاء فوضع یدہ علی صدری ثم قال ان اللہ سیھدی قلبک و یثبت لسانک یا علی اذا جلس الیک الخصمان فلا تقضی بینھما حتیٰ تسمع من الاخر کما سمعت من الاول فانک اذا فعلت ذالک تبین لک القضاء قال علی رضی اللہ عنہ فما اشکل علی قضاء بعد۔

ترجمہ:۔ جناب علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اہل یمن کی طرف حکم بنا کر بھیجا جبکہ میں جوان تھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نو عمر ہوں۔ ایک ایسی قوم کی طرف جو کہ بڑی عمر والے ہیں کہ میں ان کے درمیان فیصلے کروں۔ اور مجھے عدالت کرنے کا علم نہیں تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ (مبارک) میرے سینہ پر رکھا پھر ارشاد فرمایا یقیناً اللہ تیرے قلب کو ہدایت کرے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ اے علی! جب دو جھگڑنے والے تیرے سامنے بیٹھیں تو جب تک کہ جس طرح تو نے پہلے کی بات سنی دوسرے کی بات بھی نہ سن لے تو پھر ان میں فیصلہ نہ کرنا۔ پس جب تو نے ایسا کیا تو تجھ پر فیصلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ جناب سیدنا و مولانا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے بعد کسی فیصلہ کرنے میں، میں مشوش نہیں ہوا۔

حل لغت:۔ ذوی اسنان۔ بڑی عمر والے۔ عمر رسیدہ۔ عقل مند۔ فما اشکل۔ مشتبہ نہیں ہوا۔ مجھے کسی قسم کا التباس نہیں ہوا۔ میں مشوش نہیں ہوا۔ الخصمان۔ دو جھگڑنے والے۔

تشریح:۔ ارشاد ہے۔ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ (مبارک) میرے سینہ پر رکھا"۔ یعنی مجھ پر نظر رحمت کے ساتھ توجہ کاملہ فرمائی۔ ارشاد ہے "اے علی! جب دو جھگڑنے والے تیرے سامنے بیٹھیں تو جب تک کہ جس طرح تو نے پہلے کی بات سنی، دوسرے کی بات بھی نہ سن لے تو پھر ان میں فیصلہ کرنا"۔ یعنی اس وقت تک ان دونوں فریقوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دونوں کی باتیں بالتفصیل نہ سن لے۔ ارشاد ہے۔ "اس کے بعد کسی فیصلہ کرنے میں میں متوش نہیں ہوا"۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ کاملہ اور دعا کی برکت سے جب بھی میں نے کوئی فیصلہ کیا تو مجھے اس فیصلہ میں کوئی شبہ، شک یا التباس نہیں ہوا بلکہ یقین کامل تھا کہ جو فیصلہ میں نے کیا ہے وہ حق وانصاف اور عدل کا فیصلہ ہے۔ حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسی توجہ کاملہ اور دعاء خیر کی برکت سے تزکیہ نفوس اصلاح احوال اور علوم معرفت الٰہیہ سے اپنے متوسلین کو بہرہ ور فرماتے ہیں۔ جناب امام اولیاء سیدنا و مولانا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اسی "علم لدنی" کے حامل تھے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کی اتباع میں یہ فیضِ مبارک اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نصیب ہوتا ہے۔ اور قیامت تک یہ فیضان پاک جاری رہے گا۔ اور یہی وہ صدری فیض ہے جو جناب امام الاولیاء رضی اللہ عنہ کی ذات کریمہ سے جاری و ساری ہے اور جس سے ہر ایک ولی اللہ اپنی استطاعت کے مطابق حسب توفیق مستفیض ہوتا چلا آرہا ہے۔ اللھم نور قلوبنا بحب علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ آمین ثم آمین

اسماء الرجال حدیث ۳۵ / ۳۔

۱۔ احمد بن سلیمان الرھاوی۔ ملاحظہ کیجئے حدیث ۶-۱

۲۔ یحییٰ بن آدم بن سلیمان الاموی، مولیٰ آل ابی معیط ابو زکریا الکوفی۔ روی عن عیسیٰ بن طھمان و فطر بن خلیفہ و اسرائیل و الثوری و جریر و ابن حازم و ابی بکر بن عیاش و خلق و عنہ احمد و اسحاق و علی بن المدینی و یحییٰ بن معین ... والحسن بن علی بن عفان العامری و آخرون۔ قلت تتمہ کلام ابن سعد و کان ثقۃ و قال العجلی کان ثقۃ جامعاً للعلم عاقلاً ثبتاً فی الحدیث و ذکرہ ابن حبان فی الثقات و قال کان مستقناً یتفقہ و قال ابن شاھین فی الثقات قال یحییٰ بن ابی شیبۃ ثقہ صدوق ثبت حجۃ مالم یخالف من ھو فوقہ مثل وکیع (التھذیب ۱۱: ۱۷۵،۱۷۶)

۳۔ شریک: ملاحظہ کیجئے حدیث ۳۱-۳

۴۔ سماک بن حرب بکسر اولہ و تخفیف المیم بن حرب بن اوس بن خالد بن نزار بن معاویۃ بن حارثۃ الذھلی البکری ابو المغیرہ الکوفی صدوق وروایتہ عن عکرمہ خاصۃ مضطربۃ و قد تغیر بآخرہ فکان ربما یلقن من الرابعۃ مات سنۃ ثلث وعشرین (التقریب: ۱۳۷) روی عن جابر بن سمرۃ والنعمان بن بشیر وانس بن مالک و الضحاک بن قیس و ثعلبۃ بن الحکم و عبداللہ بن الزبیر ..... و عکرمہ و علقمہ بن وائل ..... و مصعب بن سعد و معاویۃ بن قرۃ و موسیٰ بن طلحۃ بن عبید اللہ و جماعۃ و عنہ ابنہ سعید و اسماعیل بن ابی خالد والاعمش ..... و شعبہ والثوری و شریک ...... وابو عوانۃ وغیرھم (التھذیب ۲: ۲۳۲-۲۳۳)

۵۔ حنش المعتمر: ویقال ابن ربیعۃ و یقال انہ حنش ابن ربیعہ بن المعتمر و یقال انما اثنان الکنانی۔ روی عن علی و وابصۃ بن معبد وابی ذر و علیم الکندی وعنہ ابو اسحاق السبیعی والحکم بن عتیبہ و سماک بن حرب واسماعیل بن ابی خالد وغیرھم (التھذیب ۳: ۵۸)

۶۔ علی المرتضیٰ: ملاحظہ کیجئے حدیث ۱-۶

گذشتہ سے پیوستہ

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

اور (اے سالک) اگر آپ کو مرشد کامل کی صحبت میسر نہ ہو تو اپنے نفس کی بیماریوں کے علاج کے لئے شریعت مطہرہ کی متابعت اختیار کرو۔ اپنے مقررہ اوراد کو ضرور پورا کرو اور کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجو، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا ورد بھی زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔ اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ جب کبھی خطرے میں گر جاؤ اور تمہارے نفس کا شر (برائی) تمہارے نفس کی خیر (نیکی) پر غالب آجائے تو مذکورہ تمام اعمال کثرت سے انجام دو۔ اور جب خطرہ نہ ہو اور نفس کی خیر اس کے شر پر غلبہ حاصل کرلے تو خوش و خرم ہو کر وسیع القلبی اختیار کرو اور جنت و دوزخ کی فکر چھوڑ دو۔

الغرض یہ تیسرا مقام خیر و شر کا جامع ہے۔ یعنی اس میں خیر کا ورود بھی ہوتا ہے اور شر کا خطرہ بھی رہتا ہے پس جب نفس کے شر پر خیر غلبہ پالے تو سالک کو بلند مقامات کی طرف عروج حاصل ہوتا ہے اور اگر اس کے برخلاف خیر پر شر غالب آجائے تو سالک پستیوں کی طرف اسفل السافلین میں گر کر خواہشات نفسانی کے جال میں پھنس جاتا ہے چنانچہ اس مقام پر سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کو تکلیف دے، اس کی تحقیر کرے اور اسے مجاہدے کا پابند بنائے۔ (تاکہ اس کی سرکشی ختم ہوجائے)

آپ کے نفس پر شر کی بجائے خیر کے غالب آجانے کی علامت یہ ہے کہ آپ کو اپنا باطن نور ایمان کی حقیقت سے منور نظر آئے۔ وہ اس طرح کہ آپ کے قلب میں یہ یقین پختہ اور پایہ تحقیق کو پہنچ چکا ہو کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کے ارادے کے مطابق کام کر رہے ہیں اور نظام کائنات اسی کی قدرت کاملہ کے تحت چل رہا ہے۔ نیز آپ کا ظاہر شریعت اسلامیہ سے آراستہ ہو، وہ یوں کہ اطاعت

الٰہی و اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند ہو۔ کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے اجتناب کرے چاہے لوگوں میں موجود ہو یا تنہائی میں ہو۔

اور نفس کی خیر پر شر کے غلبہ پالینے کی نشانی یہ ہے کہ سالک اپنے باطن میں نور ایمان کی مضبوط حقیقت کا مشاہدہ تو کرتا ہے لیکن اس میں کچھ بشری لوازمات کا حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ نیز سالک کا ظاہر شریعت اسلامیہ کا کامل نمونہ پیش نہیں کرتا۔ چنانچہ اگر وہ بندگی کو ترک کرکے بعض گناہوں کا ارتکاب کرے تو اس مقام پر یہ تعجب خیز نہیں ہوتا۔ اور سالک کو یہ حقیقت بھی خوب اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا اور تجلیات، اطاعت (بندگی) کے دروازے سے سالک کو حاصل ہوتی ہیں۔ نیز اس کی ناراضگی، اس کی طرف سے قصر مذلت میں گرنا اور اس کے قرب سے دوری معصیت (نافرمانی) کے دروازے سے سالک تک پہنچتی ہے۔ لہذا (اے سالک) انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ شریعت کے دروازے پر کھڑا ہو کر جس چیز کی آپ کو حاجت ہو اسے اپنی مولیٰ تعالیٰ سے طلب کرو۔ پس بے شک وہ رب تعال آپ کو محروم نہیں رکھے گا۔ اور اس مقام پر اس چیز کی طرف مت رغبت رکھو جو آپ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلے جیسے کشف کے ذریعے طرد (تنزل) اور لعن (خیر سے دور کردینے والی چیز) کے اسباب اور الہامات کے القاء اور اس قسم کے دیگر امور کی طرف متوجہ ہونا۔ پس اگر آپ نے اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی تو راہ حق سے گمراہ ہوجائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اسم ثالث یعنی "ھو" کا ورد کرتے ہوئے اس سے استعانت (مدد) طلب کرو اور ابتداء میں اس کے ساتھ "یا" کا اضافہ کرو یعنی "یاھو" اور پھر بغیر "یا" کے پڑھو دن رات کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے کثرت سے اس کا ذکر کرو۔ پس اس کی برکت سے اس مقام کی رکاوٹیں عبور کرلوگے اور پہلے و دوسرے مقام کے نفسانی خواہشات کے جو اثرات باقی رہ گئے تھے۔ اس اسم مبارک کے ذکر سے وہ ختم ہوجائیں گے کیونکہ اس تیسرے مقام پر سالک کا نفس ان دونوں (اول و دوم) مقامات کی طرف نفسانی خواہشات کا میلان رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعیت علمائے پاکستان

(مرکز)

۲۲۹ اے سکندر روڈ، پ۔و۔ عقب انٹرنیشنل ہوٹل لاہور ۳
فون: ۸۷۳۷۲۷

ریجنل آفس ۱۳۱/۱۔ڈی۔ رحمت پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد
فون: ۲۱۲۵۱۴

تاریخ ____________ حوالہ نمبر ____________

محترم! سید غلام الحسنین قادری الگیلانی
منتظم اعلیٰ پندرہ روزہ الحسن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

الحسن کے دینی و روحانی مضامین نظر سے گذرتے ہیں۔ روحانی تسکین کیلئے پندرہ روزہ "الحسن" بڑا ہی قابل تعریف ہے۔ مادیت اور نفسا نفسی کے دور میں قرآن۔ حدیث۔ بزرگان دین کی تعلیمات سے آگاہی کا فریضہ فکر و نظر میں روحانی انقلاب برپا کرنے کے مترادف ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم اور تحریر میں برکت ڈالے تاکہ مستقبل میں بھی آپ مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔

والسلام
مخلص
محمد اظہر [دستخط]

JUP
جنرل کے۔ ایم اظہر خان سیکرٹری جنرل

گرامی قدر جناب سید غلام الحسنین قادری الگیلانی مدظلہ العالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف؟

الحمد للہ کہ بفیض اولیائے کرام، --------- زیر سرپرستی حضرت پیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی آپ کی مبارک زیر ادارت، پندرہ روزہ مجلہ --- "الحسن" ---- کا انتالیسواں شمارہ آسمان صحافت پر جگمگاتی کہکشاں بن چکا ہے، اس کی چالیسویں نورانی اشاعت پر میری اور میرے احباب کی دلی مبارکباد قبول فرمایئے! ہم سب "الحسن" کی علمی و ادبی خدمت اور دین و مسلک کی ترویج اشاعت پر، خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو مزید صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ کرکے، ملک و ملت کے لئے اسے قابل فخر سرمایہ دنیا و آخرت بنائے اور اس کے اراکین و معاونین کو بیش از بیش انعامات عالیہ سے سرفراز فرمائے!

آمین ثم آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پروفیسر فیاض احمد خان کاوش

جون ۲۰۔۱۹۹۴ء

صدر شعبہ اردو

گورنمنٹ کالج میرپور خاص (سندھ)

تبصرہ کتب

تبصرے کیلئے دو کتابیں ارسال کی جائیں

تبصرہ نگار۔ سید محمد انور شاہ قادری لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن گل بہار پشاور

(۱) عنوان۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترجمہ تحفۃ الفحول

مصنف۔ حضرت علامہ مولانا محمد ایوب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم۔ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی۔

صفحات:۔ ۵۷

سلسلہ اشاعت:۔ ۴۵

اشاعت بار دوم:۔ ۱۹۹۳ء۔

ناشر:۔ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام محلہ قاضی خیلان بازار کلاں پشاور شہر

حضرت علامہ مفسر عظیم، محدث جلیل۔ فقیہ افخم مولانا محمد ایوب صاحب حنفی (۱۲۵۰ھ۔ ۱۳۳۵ھ) پشاور کے مایہ ناز عالم دین تھے قریباً نصف صدی تک پشاور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ تمام صوبہ سرحد، قبائلی علاقہ جات اور افغانستان تک آپ کے تلامذہ کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے عربی میں "تحفۃ الفحول فی استغاثۃ الرسول" کے عنوان سے زیر نظر کتاب ۱۳۲۸ھ میں تالیف فرمائی۔ جس میں قرآن حکیم، احادیث نبوی، آثار صحابہ کرام اور ملفوظات علمائے مسترشدین کی روشنی میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از وصال کو ثابت کر کے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی فرمائی۔

چنانچہ عصر حاضر کی ایک نابغہ روزگار ہستی جامع شریعت و طریقت استادی و مرشدی حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری مدظلہ العالی نے اسے اردو کے قالب میں ڈھال کر پہلی مرتبہ ۱۹۶۳ء میں طبع کرایا۔ عرصہ دراز سے یہ نایاب تھا اور اس کی مانگ میں شدت سے اضافہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے ناظم جناب تنویر احمد صاحب قادری نے اسی ایڈیشن کا عکس لے کر اسے

خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بیرونی حضرات مبلغ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے کتاب حاصل کر سکتے ہیں۔

(۲) عنوان:- کرامات اولیاء اللہ بعد از ممات

مؤلف:- حضرت علامہ سید زکریا شاہ صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:- حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی رفع اللہ درجاتہ

صفحات:- ۶۱

سلسلہ اشاعت نمبر:- ۴۶

ناشر:- ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام محلہ قاضی خیلان بازار کلاں پشاور

حضرت علامہ سید زکریا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سادات بنوریہ پشاور کے بلند پایہ عالم دین جلیل القدر روحانی شخصیت اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ نے عربی زبان میں اولیائے کرام کی کرامات بعد از وصال کے موضوع پر ایک نفیس اور عمدہ کتابچہ "کشف الغمہ" کے عنوان سے تالیف فرمایا تھا جس کا اردو ترجمہ بقیہ السلف، حجۃ الخلف حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری مدظلہ العالی نے "کرامات اولیاء اللہ بعد از ممات" کے عنوان سے ۱۹۶۴ء میں شائع کیا تھا۔ یہ بھی عرصہ سے ناپید تھا۔ چنانچہ برادرم تنویر احمد صاحب قادری نے اپنے ادارہ کی طرف سے اس کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ کمپیوٹر کی کمپوزنگ، سفید کاغذ اور خوبصورت ٹائٹل کا حامل یہ تحفہ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔